عربی لغات؛ عربی کتب سیرۃ النبی ﷺ اور دیوبندی علماء کے نزدیک "تُوُفِّي " کا معنی موت

عربی زبان کی مشہور اور مستند لغات لسان العرب ؛ تاج العروس؛ الصِّحاح (تاج اللغۃ و صحاح العربیّۃ)؛ اور القاموس المحیط میں لفظ ''الوفاۃ '' کے تحت لکھا ہے ''والوفاۃ: المَوتُ۔ و تَوَفَّاہُ اللّٰہُ: قَبَضَ رُوحَہٗ (نَفْسَہٗ) " یعنی وفات کا مطلب ہے موت اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو وفات دیتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی روح یا نفس کو قبض کر لیتا ہے۔ لیکن غیر احمدی مخالفین علماء یہ اصرار کرتے ہیں کہ چونکہ "تُوُفِّي" کا مادہ یا مصدر وفٰی ہے جس کا مطلب پورا پورا لینا ہے اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا "انی متوفیک" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تم کو پورا پورا یعنی روح اور جسم سمیت اپنی طرف اٹھالوں گا۔ حیرت کی بات ہے کہ عام طور پر وفات، متوفی وغیرہ کے الفاظ عربی اور اردو زبان میں مرنے اور موت پانے والے شخص کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے زبان و بیان اور لغت کے تمام اصولوں کو نظر انداز کر کے روح اور جسم سمیت پورا پورا اٹھانے کے معنی کئے جاتے ہیں تا کہ کسی نہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا ثابت کیا جا سکے۔

عربی گرامر میں افعال کے مختلف اوزان ہوتے ہیں جن میں ایک ہی فعل کے مختلف معانی ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی ثابت ہے کہ ایک خاص وزن میں توفی کا مطلب موت ہی ہے۔ لیکن گرامر کی بحث علماء کے لئے ہوتی ہے۔ عام آدمی کے سمجھنے کے لئے اتنا بیان کرنا کافی ہے کہ قرآن و حدیث اور لغتِ عرب کے ساتھ ساتھ عربی لٹریچر میں توفی کا استعمال یہ ثابت کرتا ہے کہ جب یہ فعل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے نفسِ انسانی پر ہو رہا ہو اور نیند کا قرینہ نہ ہو، تو اس کا مطلب موت ہی ہوتا ہے۔

ذیل میں سیرۃ النبی ﷺ کی بنیادی عربی کتب کے حوالہ جات پیش کئے جا رہے ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کی وفات کا واقعہ بیان کرتے ہوئے توفی اور موت کو ہم معنی الفاظ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے بعد دو مشہور دیوبندی علماء، اشرف علی تھانوی صاحب اور مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی کتابوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اُن کے نزدیک بھی توفی کے معنی روح اور جسم سمیت پورا پورا اٹھالینا نہیں بلکہ مرنا ہے۔

قال ابن إسحاق: و حدّثني يحيى بن عبّاد بن عبداللّٰہ بن الزُبَير، عن أبيہ عبّاد، قال: سمعت عائشۃ تقول: مات رسول اللّٰہ ﷺ بين سَحْري و في دولتي۔۔''

(السِّيرۃ النَّبويَّۃ لاِبن هشام ۔ الجزء الرابع ۔ص 306 ۔الناشر دار الکتاب العربی ببيروت)

''بابُ وفاتِہ □

قال أيّوب، عن ابن أبي مُلَيْكَة، عن عائشة، قالت: تُوُفِّي رسول اللّٰہ □ في بيتي ...''

(المواهِبُ اللّدُنيَّة تأليف العلّامة القسطلاني ، الجزء الرابع ،ص۔ 543۔ الناشر المكتب الاسلامي)
(سِير أعلامِ النُّبلاءِ تصنيف الامام شمس الدين الذّهبي ، السِّيرة النّبويّة(۲) الناشر موسسة الرسالة، ص۔465)
(كتاب الطّبقاتِ الكبير لمحمد بن سعد، الجزء الثانى ص۔229 ، الناشر مكتبة الخانجي بالقاهرة)
(الرّحيقُ المختُوم ، ص۔469 ۔تأليف صفي الرحمٰن المباركفوري، وزارةُ الأوقاف والشُّؤون الاسلاميَّة دولة قطر)

ملاحظہ فرمائیے کہ ان دونوں مذکورہ بالا حوالوں میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نبی اکرم ﷺ کی وفات کے متعلق جو قول نقل کیا گیا ہے اُس میں ایک کتاب میں توفی اور دوسری میں مات استعمال کر کے ایک ہی بات مراد لی گئی ہے۔

''مقالة عمر بعد وفاتہ □:

قال ابن إسحاق: قال الزُّهْريّ: و حدّثني سعيد بن المسيّب، عن أبي هريرة، قال لما تُوُفّي رسول اللّٰہ □ قام عمر بن الخطّاب فقال: إنّ رجالًا من المنافقين يزعمون أنّ رسول اللّٰہ □ قد تُوُفِّي، و إنّ رسول اللّٰہ □ ما مات، ولكنّہ ذهب إلى ربہ كما ذهب موسى بن عمران فقد غاب عن قومہ أربعين ليلة، ثم رجع إليهم بعد أن قيل قد مات؛ و واللّٰہ ليرجعنّ رسول اللّٰہ □ كما رجع موسى، فليقطعنّ أيدي رجالٍ و ّرجلهم زعموا أنّ رسول اللّٰہ □ مات۔''

(السِّيرة النَّبويَّة لاِبن هشام ۔ الجزء الرابع ۔ص 306 ۔الناشر دارالكتاب العربى بيروت)
(مختصر سيرة الرسول تأليف الإمام الشيخ محمد بن عبدالوهاب۔ ص 249)
(الرّحيقُ المختُوم ، ص۔470 ۔تأليف صفي الرحمٰن المباركفوري ، وزارةُ الأوقاف والشُّؤون الاسلاميَّة دولة قطر)

محولہ بالا کتب میں بھی توفی اور مات کو ہم معنی الفاظ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ

منافقین یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی ہے حالانکہ اُن کو موت نہیں آئی۔۔۔وہ واپس آکر ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو موت آ گئی۔

اب دیکھیں کہ حضرت عمرؓ کہہ رہے ہیں کہ منافقین رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دعویٰ کر رہے ہیں لیکن خود حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کی وفات کی نہیں بلکہ موت کی تردید کر رہے ہیں۔ اور عبارت کے آخر میں پھر انہی لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دعویٰ کی بجائے اُن کی موت کا دعویٰ منسوب کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے اس قول میں وفات اور موت کو باہم ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

''باب ما جاء في الوقت واليوم و الشهر [والسنة] التي توفي فيها رسول الله □، و في مدة مرضه

أخبرنا أبو محمد عبدالله بن يَحْيَى بن عبدالجبار السكّري ببغداد، قال: أخبرنا إسماعيل بن محمد الصفار، قال: حدثنا عباس بن عبدالله، قال: حدثنا محمد بن يوسف الفريابي، قال: حدثنا سفيان، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، قالت: قال لي أبوبكر أيُّ يوم توفي رسول الله □ ؟، قلت: يوم الإثنين، قال: إني أرجو أن أموتَ فيه، فمات فيه.''

(دلائل النُّبُوَّة ۔ البيهقِيّ ۔ السفر السابع ص .233، الناشر دار الكتب العلمية بيروت)
(البِداية و النِّهاية للابن كثير الجزء الثامن ص-104)

مندرجہ بالا دونوں کتابوں میں پائی جانے والی اس عبارت کے مطابق حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عائشہؓ سے دریافت فرمارہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کس روز ہوئی تھی۔ جب انہوں نے بتایا کہ پیر کے روز، تو حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ میں بھی اسی روز مروں۔ چنانچہ وہ اسی روز مرے۔

عربی زبان کی لغات اور عربی کتب سیرۃ النبی ﷺ سے توفی کے معانی موت ثابت کرنے کے بعد آیئے دیکھتے ہیں کہ دیوبندی علماء کے نزدیک توفی کے کیا معنی ہیں۔

"توفی جس کے معنی لغوی قبض کے ہیں جب بھی چسپاں ہوتا ہے جب کہ کوئی چیز نکال لی جائے اور یہ بات یہاں اسی وقت صحیح ہو سکتی ہے کہ جب روح کو بدن سے نکال باہر کیا جائے کیونکہ الذین کا مصداق آیت والذین یتوفون میں وہی ہے اور نیز وہ نہ ہو تو جسم ہو گا اور ظاہر ہے کہ جسم مورد توفی وقت مرگ نہیں ہوتا کیونکہ وہ کہیں نکالا نہیں جاتا۔۔۔"

(احکام اسلام عقل کی نظر میں، حصہ دوم ص۔181، مصنف اشرف علی تھانوی، ناشر مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی، کراچی)

"اس سلسلے میں یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہم اپنی بول چال میں موت کے لئے جو "وفات" کا لفظ استعمال کرتے ہیں وہ قرآن کریم کے ایک لفظ "توفی" سے ماخوذ ہے۔ قرآن کریم سے پہلے عربی زبان میں یہ لفظ "موت" کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا تھا، عربی زبان میں موت کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے تقریباً چوبیس الفاظ استعمال ہوتے تھے لیکن "وفاۃ" یا "توفی" کا اس معنی میں کوئی وجود نہ تھا۔ قرآن کریم نے پہلی بار یہ لفظ موت کے لئے استعمال کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت کے عربوں نے موت کے لئے جو الفاظ وضع کئے تھے وہ سب ان کے اس عقیدے پر مبنی تھے کہ موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔ قرآن کریم نے "توفی" کا لفظ استعمال کر کے لطیف انداز میں ان کے اس عقیدے کی تردید کی۔ "توفی" کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورا وصول کر لینا اور موت کے لئے اس لفظ کو استعمال کرنے سے

اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ موت کے وقت انسان کی روح کو اس کے جسم سے علیحدہ کر کے واپس بلا لیا جاتا ہے۔اسی حقیقت کو واضح الفاظ میں بیان کرتے ہوئے ''سورۃ زمر'' میں قرآن کریم نے ارشاد فرمایا۔"اللہ تعالیٰ انسانون کی موت کے وقت ان کی روحیں قبض کرلیتا ہے اور جو لوگ مرے نہیں ہوتے ان کی روحیں ان کی نیند کی حالت میں واپس لے لیتا ہے وہ پھر جن کی موت کا فیصلہ کرلیتا ہے ان کی روحیں روک لیتا ہے اور دوسری روحوں کو ایک معین وقت تک چھوڑ دیتا ہے، بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں"۔(سورۃ الزمر۔۴۲) دوسری طرف حضرت آدم علیہ السلام کو زندگی عطا کرنے کے لئے قرآن کریم نے ان کے اندر "روح پھونکنے" سے تعبیر فرمایا ہے۔"

(دنیا کے اس پار۔تحریر مفتی محمد تقی عثمانی۔ص۔26,27-25،ناشر ادارہ اسلامیات،لاہور کراچی)

اہل زبان عرب مصنفین کی لکھی گئی ان عربی زبان کی کتبِ لُغات، اور کتب سیرۃ النبی ﷺ کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا دو مشہور دیوبندی علماء کے حوالہ جات سے صراحتًا معلوم ہوا کہ توفی سے مراد کسی انسان کو روح اور جسم سمیت پورا پورا اٹھالینا نہیں ہے بلکہ توفی اور مات کا ایک ہی مطلب ہے یعنی کسی انسان کی موت ۔